باغ فدک

جہلا اوران پڑھ وناواقف لوگوں کو باغ فدک کے قصے گھڑ کر سنانا اوران کوائمہ صادقین کے صریح غیر مبہم اور واضح ارشادات سے منحرف کرنا چھوڑ دو۔

غور سے سنئے فدک کے متعلق اصول کافی صفحہ ۳۵۱

وکانت فدك لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة لانهٔ فتحها وامير المومنين لم يكن معهما احد فزال عنه اسم الفيء ولزمها اسم الانفال○

یعنی فدک صرف رسول اللہ ﷺ کا تھا کیونکہ اس کوصرف رسول اللہ ﷺ ہی نے فتح کیا تھااورامیر المومنین نے جن کے ساتھ اورکوئی نہیں تھا۔تو اس کا نام فئی نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا نام انفال ہے۔

اب یہ تحقیق کہ اس غزوہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بجز حضرت علی کے اورکوئی صحابی نہ تھا۔واقف حال حضرات پر چھوڑتے ہیں۔سردست صرف اتنی گزارش کرتے ہیں کہ کافی کی تصریح سے اتنا تو واضح ہوگیا کہ فدک فئی نہیں تھا۔بلکہ انفال تھا۔تو اب انفال کے متعلق حضرت امام عالی مقام جعفرصادق رضی اللہ عنہ کا واضح اور کھلا فیصلہ ملاحظہ فرمالیں۔

اصولی کافی صفحہ نمبر ۳۵۲

قال الانفال مالم يرجف عليه بخيل ولا ركاب اوقوم صالحوا او قوم اعطوا بايديهم وكل ارض خربة اوبطون اودية فهولرسول الله صلى الله عليه وسلم وهو للامام بعدهٔ يضعهٔ حيث يشآء○

امام عالی مقام انفال کی تعریف اوراس کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ انفال وہ ہوتا ہے جس کا حصول فوج کشی کے ساتھ نہ ہو یا دشمن جنگ کی مصالحت پر پیش کرے یا ویسے کوئی قوم کسی حکومت اسلامیہ کو اپنے اختیار سے دے یا وہ زمین جو لاوارث غیر آباد چلی آتی ہو یا دریاؤں اور پہاڑی نالوں کا پیٹ ہوتو یہ سب انفال ہیں حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں انفال کے واحد مالک رسول اللہ ﷺ تھے۔آپ کے بعد جو امام اور خلیفہ ہوگا وہ ہی مالک ہوگا۔جس طرح چاہے اس کو خرچ کرے۔

اسی طرح فروع کافی صفحہ ۶۲۶ ملاحظہ فرمائیں اوراصول کافی صفحہ ۳۵۱ پر بھی فدک کوانفال ثابت کیا گیا ہے۔تو فدک کا انفال ثابت کیا گیا ہے۔تو فدک کا انفال ہونا جب تسلیم کرلیا گیا اورانفال کے متعلق یہ تسلیم کرلیا گیا کہ امام اور خلیفہ اس کے تصرف میں مختار عام ہے اورخلفائے راشدین کی امامت بحوالہ شافی وتلخیص الشافی ونہج البلاغۃ وابن میثم وغیرہ ثابت اورمحقق ہوچکی ہے اوربحوالہ کشف الغمہ ان کی صدیقیت اظہر من الشمس ہے اوربحوالہ ابن میثم ونہجہ البلاغۃ و کافی وغیرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہو چکا ہے اورحضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے غیر مستحق خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے کا فتویٰ قیامت تک نہ مٹنے والے نقوش کے ساتھ دے دیا ہے۔تو پھران ائمہ ہدیٰ نے اگر فرض بھی کرلیں کہ حسب ادعاء شیعہ فدک کو تقسیم نہیں فرمایا۔تو اللہ اوراس کے

رسول اللہ ﷺ اور ائمہ صادقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عین مذہب وعین دین کے مطابق عمل فرمایا۔ پھر ظلم اور غصب کے اتہامات کس قدر لغواور بے معنی ہیں۔ آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور امام سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اور امام باقر رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی تو یہی سنت اختیار فرمائی اور فدک کا تقسیم کرنا جائز نہ سمجھا۔ اسی طریقے پر عمل درآمد فرمایا جس طریقے پر کہ خلفائے راشدین نے فرمایا تھا۔

یقین نہ آئے تو اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب کشف الغمہ صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۳ ملاحظہ فرماویں کہ سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنو امیہ کا فدک کو تقسیم کرنا مرقوم ہے۔

راویوں کا تجزیہ

اہل السنّت والجماعت پر اعتراض کرنے سے پہلے اہل السنّت والجماعت کے مذہب کے متعلق واقفیت ضروری ہے۔ ذاکرین اہل تشیع جب اپنے اصول مذہب سے ناواقف ہیں تو اہل السنّت والجماعت کے اصول کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ میاں!! اہل السنّت والجماعت کے مذہب کا اصل الاصول یہ ہے کہ حدیث کی صحت یا ضعف، راوی کی صحت یا ضعف پر موقوف ہے۔ اگر حدیث کا راوی صحیح العقیدہ، سچا صحیح حافظہ والا ہے تو اس کی روایت کو صحیح مانا جائے گا۔ ورنہ روایت ضعیف کہلائے گی۔ فدک والی روایت میں ایک شخص محمد بن مسلم ہے جس کو ابن شہاب زہری بھی کہتے ہیں۔ صرف یہی راوی یہ روایت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا کوئی شاید نہیں اور یہ ابن شہاب زہری اہل تشیع کی اصول کافی میں بیسیوں جگہ روایتیں کرتا نظر آتا ہے۔ اور اہل تشیع کی فروع کافی نے تو اس کی روایتوں کے بل بوتے پر کتاب کی شکل اختیار کی ہے تو بھائیو! اہل تشیع کے اس قدر مشہور اور معروف کثیر الروایت آدمی کی روایت سے اہل السنّت پر الزام قائم کرنا اور ائمہ صادقین کو جھٹلانا عجیب نظر وفکر ہے۔ اگر اہل تشیع کے راویوں کی روایات اہل السنّت کے لئے قابل توجہ ہوتیں۔ تو پھر بخاری ہو یا کافی کلینی اس میں کیا فرق تھا۔ آپ کی مزید تسلی کے لئے اسی محمد بن مسلم بن شہاب زہری صاحب کو کتاب منتہی المقال یا رجال بوعلی میں شیعوں کی صف میں بے نقاب بیٹھا ہوا دکھاتے ہیں۔ دیکھو کتاب رجال بوعلی جہاں صاف لکھا ہوا ہے کہ محمد بن مسلم بن شہاب زہری شیعہ ہے تو فدک کا جھگڑا اب تو ختم کرو۔ ہم ابن شہاب زہری کو اچھا سمجھتے۔ اگر گھر کے بھیدی یہ بھید نہ کھولتے۔ اس کے باوجود بھی اس کی روایت پر غور کرتے۔ اگر کوئی ایک دوسرا بھی اس کے ساتھ مل کر شہادت دیتا۔ اہل السنّت والجماعت غریب اس قدر مظلوم ہیں کہ ان کے مذہب کے خلاف اگر کوئی شیعہ اور وہ بھی اکیلا روایت کرے تو اس کو اہل سنت پر بطور الزام پیش کیا جاتا ہے۔ اور اہل تشیع اس قدر بااختیار ہیں کہ ان کی اپنی کتابوں میں ائمہ معصومین کی سند سے کوئی حدیث بیان کی جائے تو ان کو یہ کہنے میں کچھ تامل نہیں ہوتا کہ یہ امام اکیلے روایت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد نہیں لہٰذا یہ خبر آحاد ہے اور قابل اعتبار نہیں دیکھو تلخیص الشافی جلد ا صفحہ ۴۶۸ مطبوعہ نجف اشرف یہ عبارت گزر چکی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اب رہا یہ سوال کہ اہل سنت کی کتاب میں شیعہ صاحب نے روایت کو کیسے لکھ دیا تو اس کے جواب میں ہمارا صرف یہ کہنا کہ ہمیں پتہ نہیں چلنے دیا۔کافی ہوسکتا ہے۔میاں! جب پہلے زمانہ میں نہ چھاپہ خانے تھے۔نہ کاپی رائٹس محفوظ کرائے جاتے تھے۔قلمی کتابیں تھیں۔ہر شخص نقل کرسکتا تھا۔علی الخصواص وہ لوگ جن کا مذہب ودین ہی تقیہ و کتمان ہو۔نہایت آسانی کے ساتھ تشریف لا سکتے تھے اور علمائے اسلام کے نہایت محبّ بن کر ان کی کتابوں میں حسب ضرورت کارستانیاں کرسکتے تھے اور اس پر بھی ثبوت کی ضرورت ہو تو قاضی نور اللہ شوستری کی مشہور ترین کتاب مجالس المومنین صفحہ۲ مطالعہ فرمایں۔کہ ہم لوگ شروع شروع میں سنی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی بن کر اہل سنت کے استاذ اور ان کے شاگرد بنے رہے۔ان سے روایتیں لیتے تھے۔ان کو حدیثیں سناتے تھے اور تقیہ کی آڑ میں اپنا کام کرتے رہے۔کتاب ایران کی چھپی ہوئی ہے۔فارسی زبان میں ہے ہر شخص مطالعہ کرسکتا ہے۔تو یہ کیا مشکل تھا کہ اسی آڑ میں کسی غریب سنی کی کتاب میں یہ کارفرمائی بھی کرلی ہو۔

حدیث کو پرکھنے کی کسوٹی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کہنا کہ انہوں نے بخاری شریف کی تمام روایات کو برحق اور صحیح ہی تسلیم فرمایا ہے۔غلط اور جھوٹ ہے۔شاہ صاحب مرحوم فقط مرفوع حدیث کے متعلق صحت کا دعویٰ کرتے ہیں اور باغ فدک کی تقسیم نہ کرنے کی روایت مرفوع نہیں۔(مرفوع حدیث صرف وہی ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہو یا حضور ﷺ کا عمل ہو یا حضور ﷺ نے اپنے زمانہ اقدس میں کوئی عمل ملاحظہ فرمانے کے بعد اس کو جائز اور برقرار رکھا ہو۔دیکھو فن حدیث شریف کے متعلق علمائے حدیث کی تصریحات) اور فدک کے متعلق روایات بعد کے واقعات پر مشتمل ہوسکتی ہیں۔اگر ہم اہل تشیع کے اس راوی کو سچا بھی مان لیں اور غریب مذہب ہونے کے باوجود اس کی روایت کو اپنی کتاب میں لکھ کر بھی لیں۔اور یہ بھی تسلیم کریں کہ خود ہم نے اس کی روایت کو اپنی کتاب میں لکھا ہے۔تو پھر بھی ہمارے اصول کے مطابق بلکہ اہل تشیع کے اصول کے مطابق یہ روایت قابل حجت نہیں۔کیونکہ صرف ایک راوی ہے لہٰذا خبر آحاد ہے اور خبر آحا حجت نہیں ہوتی۔اہل سنت کے اصول کو نظر انداز کرکے خود اہل تشیع کے امام الطائفہ ابو جعفر طوسی کی کتاب تلخیص الشافی جلد۲ صفحہ ۴۲۸ کا مطالعہ کریں جہاں صاف لکھا ہے کہ خبر آحاد نا قابل حجت ہوتی ہے۔جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور غریب اہل السنّت والجماعت ائمہ کرام کی روایات کو تو سر آنکھوں پر تسلیم کرتے ہیں۔اور اگر کسی غیر مذہب کی منفرد روایت کو بھی اس طرح تسلیم کریں کہ جس کے تسلیم کرنے سے تمام آئمہ طاہرین کی بھی تکذیب لازم آتی ہو۔شان رسالتمآب ﷺ کے متعلق بھی براعقیدہ لازم آتا ہو تو بھائی ہمیں اس کجروی سے معاف رکھئے۔ہم سے یہ توقع رکھ کر ہم پر الزام قائم نہ کریں۔ہمارا اتنا حوصلہ نہیں۔ہم تو اس قصے کو الف لیلیٰ سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے۔فدک کے متعلق مزید تحقیق دیکھنا چاہیں تو کتاب ''بنیات'' مولفہ جناب سید محمد مہدی علی خانصاحب تحصیلدار مرزاپور جلد دوم مطالعہ فرماویں۔یہ حقیقت ہے کہ تحصیلدار صاحب موصوف کے دلائل اور بحث نہایت محققانہ اور فاضلانہ ہے جن دلائل کو اور جس بحث کو صاحب موصوف نے قلمبند فرمایا ہے۔انہی کا حصہ ہے۔

تحصیلدار صاحب کی وسعت نظر اور ان کی مبصرانہ بحث قابل تحسین ہے۔میں گزارش کررہا تھا کہ ائمہ معصومین

کی تصریحات کے بالمقابل اس قسم کی روایات گھڑنا اوران کے صریح ارشادات کے معانی ومطالب میں غلط تصرفات اور نامعقول تبدیلیاں کرنا اور بعید از قیاس مفہومات بیان کرے اللہ کے مقدس گروہ کی شان میں سب وشتم کے لئے منہ کھولنا حد درجہ جسارت اور (گستاخی معاف)۔حد درجہ بے ایمانی ہے۔اہل السنّت والجماعت کے مذہب کے خلاف اعتراض کرتے اوران پر کوئی بھی الزام لگانے سے پیشتر یہ ضرور مدنظر رکھا جائے کہ ان کے مذہبی اصول کیا ہیں۔اہل السنّت والجماعت کے سامنے کوئی بھی روایت پیش کی جائے تو سب سے پہلے ان کی نگاہیں سند کو تلاش کرتی ہیں۔سند کے تمام اشخاص ان کی کتاب اسمائے رجال کی تصریح کے مطابق اگر اہل سنت سچے ، راستباز ، صحیح حافظہ والے ثابت ہو جائیں تو پھر بے دھڑک ان پر ایسی روایات کو بطور الزام پیش کیا جا سکتا ہے۔اور اگر سند میں ایک راوی بھی بد مذہب جھوٹا ، سئی الحفظ ، دھوکا دینے والا ثابت ہو جائے۔تو اس روایت کو الزام دینے والے کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں کیونکہ ان کا مذہب اس قسم کی روایات پر مبنی نہیں۔فرض بھی کرلیں کہ اس قسم کی روایات اہل سنت کی کتابوں میں کسی تقیہ باز کی کرم فرمائی کی وجہ سے درج ہوں۔مگر ان کی نگاہ امتیاز سے ہر وقت بچتا چاہئے۔اتقوا من فراسة المومنين فانهٗ ينظر بنور الله (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) بلکہ اہل سنت کے ہاں روایت کی جانچ پڑتال کے لئے علم الاسناد کے علاوہ حدیث متواترہ اور قرآن کریم بھی ہے۔کہ جو روایت قرآن حکیم اور احادیث متواترہ کے برخلاف ہوگی۔اس کو ناقابل عمل وناقابل تسلیم کا درجہ دیتے ہیں۔خواہ ایسی روایت کی سند متعلق کسی قسم کا تبصرہ نہ بھی کیا گیا ہو۔غرضیکہ صداقت وسچائی وراست بازی کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔اور اسی کو ہر روایت ودروایت کا مبنی علیہ یقین کرتے ہیں۔اور اسی پر ان کے مذہب کی بنا ہے۔

کاش اہل تشیع بھی کم از کم ایسے لوگوں کی روایت پر عمل نہ کرتے۔جن کو ائمہ صادقین نے ان کی اپنی کتابوں میں کذاب (بڑا جھوٹا) وضاع (من گھڑت) روایتیں گھڑنے کا بہت زیادہ عادی ولعنتی وغیرہ کلمات کے ساتھ سرفراز فرمایا۔تو مجھے یقین کامل ہے۔کہ شیعہ سنی نزاع دیکھنے میں نہ آتا۔مثلاً اہل تشیع کی مخصوص روایتوں کے راویوں کو رجاء الکشی وغیرہ میں دیکھئے اور میری اس گزارش کی تصدیق کیجئے جن راویوں کے متعلق ائمہ معصومین نے مذکورہ بالا کلمات نہیں فرمائے۔تو ان کی روایتیں کلیۃً نہیں تو بالاکثریت اہل السنّت والجماعت سے ملتی جلتی ہیں جن کو بغرض خیر خواہی اہل تشیع کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اور باقی علماء حضرات بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔